السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

پچھلے دنوں دستک نامی ادارے کی سربراہ عاصمہ جہانگیر نے ایک جوڑے کا نکاح پڑھایا ہے۔ اس پر مختلف حلقوں میں بڑی لے دے ہوئی اور کہا گیا کہ نکاح منعقد کرنے میں مرد و عورت کی کوئی قید نہیں۔ قرآنی آیات و احادیث پڑھنا بھی سنت ہے لیکن یہ بھی نکاح کے لیے کوئی شرط اور ضروری نہیں صرف ایجاب و قبول اور گواہ ضروری ہیں۔ اس معاملے کی قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں وضاحت فرمائیں (ابو عبداللہ، لاہور)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

شریعت اسلامیہ میں فحاشی و عریانی کی روک تھام کے لیے بہت سے قواعد و اصول موجود ہیں جن پر چل کر انسان اپنے آپ کو برائی و بدکاری سے بچا سکتا ہے ان قوانین میں سے ایک نکاح کا معاملہ بھی ہے۔ جو انسان کی نگاہ کی حفاظت اور شرمگاہ کا تحفظ کرتا ہے۔ نکاح کے ضروری مسائل سے آگاہ ہونے کے لیے کتاب و سنت میں بہت سے دلائل موجود ہیں لیکن امت مسلمہ کو راہ راست سے ہٹانے اور انہیں بدکاری و فحاشی کے سیلاب میں بہلانے کے لیے مختلف یہودی ادارے اور تنظیمیں اپنے حواریوں سمیت عروج پر ہیں۔ جنہوں نے انسانی حقوق کے تحفظ اور آزادی نسواں کے نام پر کئی ایک ادارے اور سوسائٹیز قائم کر کے مسلم ممالک میں بے حیائی کو عام کر دیا ہے انہیں یہودی تنظیموں کے توسط سے ملک پاکستان میں عاصمہ جہانگیر نامی عورت نے "دستک" کے نام پر فحاشی و عریانی کا اڈا قائم کر رکھا ہے جہاں پر بہت سے گھروں کی لڑکیاں جو اپنے آشناؤں کے ساتھ فرار ہو کر آتی ہیں پناہ پکڑتی ہیں۔ اور عاصمہ جہانگیر باقاعدہ انہیں تحفظ فراہم کرتی ہے اور اسلامی شعائر کا مذاق و استہزاء کرتی ہے عاصمہ جہانگیر کا خود نکاح قائم کرنے کا شاخسانہ بھی اسی استہزاء کی ایک کڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے قواعد و ضوابط جو بیان فرمائے ہیں ان میں سے ایجاب و قبول، دو عادل گواہ اور ولی کی موجودگی کو ضروری قرار دیا گیا ہے جس نکاح کا ذکر سوال میں کیا گیا اخبارات یا عوام الناس کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں عورت کا ولی بھی موجود نہیں۔ حالانکہ نکاح کے قیام کے لیے عورت کے ولی کا ہونا ازحد ضروری ہے۔ جس کے بارے میں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح فرمان ہے کہ :

"لا نكاح إلا بولي"

(ابوداؤد مع عون 6/101،102، ترمذی 4/226، ابن ماجہ 1/580۔ ابن حبان (1243) وغیرھا)

"ولی کے بغیر نکاح نہیں۔"

نکاح کے لیے ولی کا ضروری ہونا کئی ایک ادلہ سے معلوم ہوتا ہے تفصیل کے لیے راقم الحروف کی کتاب "آپ کے مسائل اور ان کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں" جلد اول کا صفحہ 325 تا 336 ملاحظہ ہو۔ شریعت اسلامیہ میں عورت کو اس بات کی اجازت نہیں دی گئی کہ وہ اپنا نکاح خود کر لے یا کسی دوسری عورت کا نکاح کرے۔

'عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : لا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، وَلا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا؛ فَإِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تُزَوِّجُ نَفْسَهَا"

(السنن الکبری للبیهقی 7/110، دار قطنی 3/227، سنن ابن ماجہ (1882)

"ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : عورت عورت کی شادی نہ کرے اور نہ ہی عورت اپنی شادی خود کرے۔ جو عورت اپنی شادی خود کرتی ہے وہ زانیہ ہے۔"

علامہ محمد بن اسماعیل الصنعانی رحمة اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں :

" فیه دلیل علی أن المرأة لیس لها ولایة فی الإنکاح لنفسها ولا لغیرها، فلا عبارة لها فی النکاح إیجاباً ولا قبولاً، فلا تزوج نفسها بإذن الولی ولا غیره، ولا تزوج غیرها بولایة ولا بوکالة، ولا تقبل النکاح بولایة ولا وکالة. وهو قول الجمهور "

"(سبل السلام 3/1321) طبع مکتبہ نزار ریاض)

"اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورت کو اپنا یا کسی دوسری عورت کا نکاح کرانے کا اختیار نہیں ہے لہٰذا نکاح کے سلسلے میں ایجاب و قبول کے بارے میں عورت معتبر نہیں ہے ولی وغیرہ کی اجازت کے ساتھ اپنی شادی خود نہ کرے اور ہی کسی دوسری عورت کی شادی ولایت و وکالت کے ساتھ کرے اور عورت کی ولایت و وکالت کے ساتھ نکاح قبول نہیں کیا جائے گا اور یہی جمہور علماء محدثین رحمة اللہ علیہ کا قول ہے۔

علامہ صنعانی رحمة اللہ علیہ کی اس توضیح سے معلوم ہوا کہ عورت ایجاب و قبول کے بارے میں معتبر ہے اور نہ ہی نکاح میں عورت کی ولایت اور وکالت کو قبول کیا گیا ہے نواب صدیق خان رحمة اللہ علیہ رقم طراز ہیں :

"تزویج نکند زن زن را یعنی زن را ولایت نمی باشد در انکاح نفس خود و انکاح غیر خود پس نیست او را عبارت در نکاح نہ ایجاباً و نہ قبولاً" (مسک الختام شرح بلوغ المرام 3/342)

عورت عورت کی شادی نہ کرے یعنی عورت کو اپنا یا کسی دوسری عورت کا نکاح کرانے میں ولایت حاصل نہیں ہے لہٰذا نکاح کے سلسلے میں ایجاب وقبول کے متعلق عورت معتبر نہیں ہے۔"

نیز بیہقی میں "لَا تُنْكِحُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ "یعنی" عورت عورت کا نکاح "نہ کرے کے الفاظ بھی ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَنْكَحَتْ رَجُلًا مِنْ بَنِي أَخِيهَا جَارِيَةً مِنْ بَنِي أَخِيهَا فَضَرَبَتْ بَيْنَهُمَا بِسِتْرٍ ثُمَّ تَكَلَّمَتْ, حَتَّى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا النِّكَاحُ, أَمَرَتْ رَجُلًا فَأَنْكَحَ, ثُمَّ قَالَتْ : «لَيْسَ إِلَى النِّسَاءِ النِّكَاحُ"

(اخرجہ عبدالرزاق فتح الباری 9/186 تحت باب من قال لانکاح الابولی)

"سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ثابت ہے کہ انھوں نے اپنے بھائی کے بیٹوں میں سے ایک آدمی کے نکاح (کا بندوبست) کیا انھوں نے ان کے درمیان پردہ لگا دیا پھر بات کی۔ یہاں تک کہ جب عقد کے علاوہ کوئی معاملہ باقی نہ رہا تو انھوں نے ایک مرد کو حکم دیا اس نے نکاح کر دیا پھر فرمایا: نکاح کا قائم کرنا عورتوں کا کام نہیں ہے۔"

(نیز ملاحظہ ہو۔ ابن ابی شیبہ باب من قال لیس للمراۃ ان تزوج المراۃ وانما العقد بید الرجال 3/458(15959) وعبدالرزاق باب النکاح بغیر ولی 6/201، المحلی لابن حزم وغیرھا)

ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور عبدلرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے مطبوعہ نسخے میں ہے۔

"فان النساء لا ینکحن"

"عورتیں نکاح نہیں کرا سکتیں۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نکاح کے انتظامات وغیرہ میں عورت اپنا کردار پردے کے اندر رہ کر ادا کرسکتی ہے لیکن نکاح پڑھانے کی اسے اجازت نہیں۔ اس لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب عقد نکاح کا معاملہ ہوا تو مرد کے سپرد کر دیا۔ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جیسی پاکباز خاتون اُم المومنین یہ کام نہیں کر سکتیں تو عاصمہ جہانگیر جیسی خبیث النفس عورت کو اس کا اختیار کہاں ہے کہ وہ بدون ولی کو ولایت کا اختیار بھی لے لے اور نکاح بھی پڑھا دے۔

اس مسئلہ کی مزید تائید سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی اس قول سے بھی ہوتی ہے۔

انھوں نے فرمایا:

"لا تشہد المراۃ، یعنی الخطبۃ ولا تنکح"

(ابن ابی شیبہ 3/458(15963))

"عورت خطبہ نہ دے اور نہ نکاح کرائے۔"

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد الاستاذ امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"لیس العقد بید النساء انما العقد بید الرجال."

(ابن ابی شیبہ 3/458، (15958) موسوعۃ ابراہیم النخعی 1/677)

"عقد نکاح عورت کے ہاتھ میں نہیں، عقد نکاح صرف مرد کے ہاتھ میں ہے۔

قرآن مجید میں سورہ البقرۃ کی آیت 237 میں بھی اللہ تعالیٰ نے: الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ کہہ کر عقد نکاح مرد کے حق میں ذکر کیا ہے نیز شروع سے لے کر آج تک امت مسلمہ کا اجماع و تعامل بھی یہی ہے کہ نکاح کرانا مرد کا حق ہے۔ مندرجہ بالا احادیث صحیحہ اور آئمہ محدثین کی توضیحات سے معلوم ہوا کہ عقد نکاح مرد کے اختیار میں ہے اور نکاح کا خطبہ پڑھنا جو کہ مسنون ہے اور ایجاب وقبول کرانا۔ یہ مرد کا حق ہے عورت اس باب میں معتبر نہیں ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

جلد 2۔ کتاب الاضحیۃ۔ صفحہ نمبر 398

محدث فتویٰ